خلاصہ

علماء انبیاء کے وارث

اور امت کے نگہبان

از

فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ

(أمیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

خطبۂ جمعہ

بتاریخ: ۱۰/ربیع الآخر/۱۴۴۷ھ/۰۳/اکتوبر ۲۰۲۵ء

بمقام: مسجد اہل حدیث، بیت السلام کمپلیکس، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، رتناگری

اهتمام

الطاف الرحمن ابو الکلام سلفی

صوبائی جمعیت أہل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

خطبۂ جمعہ ”علماء انبیاء کے وارث اور امت کے نگہبان“ کا خلاصہ

”بیت السلام کمپلیکس“، کھیڈ، رتنا گیری کی اہل حدیث مسجد میں ۳/ اکتوبر ۲۰۲۵ء کو صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم، فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ نے اپنے خطبۂ جمعہ میں اُمتِ مسلمہ کو درپیش موجودہ چیلنجوں کے تناظر میں علمائے حق کی اہمیت، ان کے مقام و مرتبے، ان کی ذمہ داریوں اور اُن کی اتباع کی ضرورت پر ایک جامع، سیر حاصل اور فکر انگیز گفتگو کی۔

مولانا نے کہا کہ اللہ عز وجل نے انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ایک محکم اور مربوط نظام قائم فرمایا ہے۔ یہ نظام کتاب و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہے اور اس کی ترسیل و تفہیم کی ذمہ داری انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کے حقیقی وارثین، یعنی علمائے ربانیین کے سپرد کی گئی ہے۔ جب وحی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا، تو ہدایت کا نور ہم تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے علم کی ایک ایسی سنہری زنجیر قائم فرمائی، جو ایک عالم سے دوسرے عالم تک، ایک نسل سے دوسری نسل تک، بغیر کسی انقطاع کے سیدھی انبیاء کرام علیہم السلام تک پہنچتی ہے۔

اس موقع پر مولانا نے حال ہی میں وفات پانے والے ممتاز عالم دین مولانا عبد الواحد انور یوسفی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا اور کہا کہ علماء کا دنیا سے رخصت ہو جانا ایک عظیم نقصان اور خسارہ ہے، تاہم یہ سنت الٰہی ہے جو آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور دارِ آخرت کی طرف کوچ کرنا ہے۔ لہٰذا اصل ذمہ داری پیچھے رہ جانے والوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ دین کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ اور امت کی رہنمائی کے فریضے کو اسی اخلاص اور امانت داری کے ساتھ ادا کریں

جس طرح علمائے سلف نے کیا۔

امیر محترم نے کہا کہ ”مولانا انور یوسفی رحمہ اللہ کی شخصیت اس خطۂ کوکن میں جماعت کی ایک عظیم علمی شخصیت تھی، جو علم، زہد و ورع، تقویٰ، تواضع اور خدمت دین کی مثال تھے۔“ یہ خطبہ نہ صرف سامعین کے لیے علمی اور روحانی پیغام کا حامل تھا بلکہ امت کے لیے بیداری کی طرف ایک پکار بھی ہے۔

❏ ہدایت کا الٰہی نظام: علمائے کرام سے رہنمائی:

امیر محترم نے خطبے کا آغاز اس بنیادی نکتے سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے ایک مربوط اور منظم سلسلہ قائم کیا ہے، جس کی بنیاد علمائے کرام سے رہنمائی حاصل کرنے پر ہے۔ مولانا نے واضح کیا کہ دین ہر شخص کی ذاتی رائے یا عقل سے سمجھنے کا نام نہیں، بلکہ یہ علم کا ایک ایسا مقدس سلسلہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہو کر صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور ائمۂ محدثین کے ذریعے آج تک پہنچا ہے۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم ذمہ داری علمائے کرام کے سپرد کی اور انھیں انبیاء کا وارث قرار دیا۔

اس ضمن میں انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان گرامی پیش کیا کہ:

”إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ“.

بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور انبیاء نے دینار و درہم کی میراث نہیں چھوڑی، بلکہ انھوں نے علم کی میراث چھوڑی ہے۔ پس جس نے اسے حاصل کیا، اس نے دین میں بڑا

حصہ پایا۔ [سنن أبي داود: ۳۶۴۱، جامع الترمذی: ۲۶۸۲، وصححہ الألبانی]

یہ وراثت مال و دولت کی نہیں، بلکہ علم، فہم، حکمت اور خشیتِ الٰہی کی ہے۔

مولانا نے زور دے کر کہا کہ جو لوگ علماء سے تعلق توڑ لیتے ہیں، وہ درحقیقت ہدایت کے اس ربانی نظام سے کٹ جاتے ہیں اور گمراہی کے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ علماء کو محض علم کا ذریعہ ہی نہیں، بلکہ دین کے معاملے میں اپنا قائد اور رہنما بھی تسلیم کرنا چاہیے، تاکہ انسان غیر مستند ذرائع اور گمراہ کن افکار سے محفوظ رہے۔

جب علم اس کے اصلی وارثوں یعنی علماء سے لیا جائے تو راستے میں وضاحت ہوتی ہے، تحفظ ملتا ہے اور انسان سیدھے نظام پر چلتا ہے۔ لیکن اگر یہی علم غیر مستند ذرائع سے لیا جائے تو پھر سوائے الجھن، ٹھوکروں اور گمراہی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

❑ علمائے کرام کا مقام واحترام:

امیر محترم نے اپنے خطاب میں علمائے کرام کے ادب و احترام کو ایمان کا لازمی جزو قرار دیا۔ چونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں، اس لیے ان کی شان میں گستاخی یا ان سے بغض وحسد کا تصور بھی ایک مؤمن کے لیے ناقابل قبول ہے۔ سلف صالحین کا یہی طریقہ تھا کہ وہ اپنے علماء کا بے حد احترام اور ان کی قدر کرتے تھے۔

شیخ محترم نے مثال پیش کی کہ صحابہ کرام، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی علمی شان اور رعب کی وجہ سے ان سے سوال کرتے ہوئے جھجکتے تھے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کی بے پناہ شفقت کے باوجود، صحابۂ کرام بعض اوقات براہِ راست سوال کرنے میں حجاب محسوس کرتے

اور کسی دیہاتی کے آنے کا انتظار کرتے کہ وہ سوال کرے تو انھیں بھی علم حاصل ہو۔

مولانا نے واضح کیا کہ اس کا مطلب علماء سے خوف کھانا نہیں، بلکہ ان کے علمی مقام کا لحاظ رکھنا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مثال دیتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ وہ اپنے استاد امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے اس کثرت سے دعا کرتے تھے کہ ان کے بیٹے عبداللہ نے وجہ دریافت کی۔ امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیا: "يَا بُنَيَّ، كَانَ الشَّافِعِيُّ كَالشَّمْسِ لِلدُّنْيَا، وَكَالْعَافِيَةِ لِلنَّاسِ" "اے بیٹے! امام شافعی دنیا کے لیے سورج اور لوگوں کے لیے عافیت کی مانند تھے۔" [تاریخ دمشق: ۵۱/ ۳۴۸، سیر السلف للأصبهاني: ۳/ ۱۱۶۹]

یہ اس محبت اور احترام کی ایک جھلک ہے جو اسلاف اپنے علماء کے لیے رکھتے تھے۔

❑ مولانا عبدالواحد انور یوسفی رحمہ اللہ کی وفات اور مشن کا تسلسل:

مولانا عبدالواحد انور یوسفی رحمہ اللہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے امیر محترم نے کہا کہ ایک عالم کی موت بلا شبہ ایک بڑا علمی خلا پیدا کرتی ہے، لیکن ایسے موقع پر محض غم منانے کے بجائے اُن کے مشن کو جاری رکھنا ہی اصل ذمہ داری اور وفاداری ہے۔

مولانا نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کردار کو یاد دلایا، جنھوں نے غم سے نڈھال صحابہ کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے سنبھالا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ

شَيْـًٔا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِينَ﴾ [آل عمران:۱۴۴]

اسی طرح غزوۂ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو کچھ صحابہ ہمت ہار بیٹھے،لیکن دوسروں نے نعرہ لگایا: "مُوتُوا عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ" جس مقصد پر اللہ کے رسول ﷺ نے جان دی ہے،تم بھی اسی پر جان دے دو!

مولانا نے فرمایا کہ اصل آزمائش جانے والے کے بعد ان کے شاگردوں، متعلقین اور جانشینوں کی ہوتی ہے کہ وہ اس علمی اور دعوتی کام کو نہ صرف جاری رکھیں بلکہ اسے مزید آگے بڑھائیں۔مولانا یوسفی رحمہ اللہ نے اپنے علاقے (خطۂ کوکن) میں کتاب وسنت کی جو شمع روشن کی،بدعات کا جس حکمت سے رد کیا،اب ان کے علمی وارثوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کام کو آگے بڑھائیں۔ یہی اس عالم کے لیے بہترین خراجِ تحسین ہے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی سستی کرے گا تو اللہ اپنے دین کا کام نہیں روکتا،وہ کسی اور قوم کو یہ ذمہ داری سونپ دیتا ہے۔

❑ علمائے کرام کا کردار: وہ چراغ اور ستارے کی مانند ہوتے ہیں:

امیر محترم نے علمائے کرام کے کردار کو درج ذیل خوبصورت تشبیہات سے واضح کیا کہ:

(۱) وہ دین کے معاملات میں قائد ہیں: جس طرح چراغ تاریکی میں روشنی دیتا ہے،اسی طرح علماء جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں علم کی روشنی پھیلاتے ہیں۔

(۲) وہ رات کے آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں: جس طرح مسافر رات کے اندھیرے میں ستاروں سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں،اسی طرح اُمت دین کا سیدھا راستہ علماء سے معلوم کرتی

ہے۔ اگر ستارے چھپ جائیں تو مسافر کے بھٹکنے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر امت علماء سے دور ہو جائے تو اس کی گمراہی یقینی ہے۔

مولانا نے خوارج کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ عبادت گزار ہونے اور قرآن و حدیث کا علم رکھنے کے باوجود اس لیے گمراہ ہوئے کہ انھوں نے دین کو جلیل القدر صحابہ کرام کے فہم سے نہیں سیکھا، بلکہ اپنی عقل اور فہم کو ترجیح دی۔

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ نجات کے لیے صرف نصوص کا علم کافی نہیں، بلکہ انھیں سلف صالحین (صحابہ، تابعین اور مستند ائمۂ مجتہدین) کی فہم کی روشنی میں سمجھنا ناگزیر ہے۔

❑ سلف کا طریقہ اور تقلید سے گریز:

امیر محترم نے سلف کے منہج، بالخصوص تقلید کے حوالے سے، واضح کیا کہ چاروں مشہور ائمہ -امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ- نے اپنی تقلید سے منع فرمایا۔

امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول پیش کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے:

"كُلٌّ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُرَدُّ إِلَّا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ"۔

اس قبر والے (یعنی نبی اکرم ﷺ) کے علاوہ ہر شخص کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور چھوڑی بھی جاسکتی ہے۔

اسی طرح دیگر ائمہ کا بھی یہی اصول تھا کہ: "إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي"۔ جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

مولانا نے بتایا کہ مولانا عبدالواحد انور یوسفی رحمہ اللہ بھی اسی منہج پر قائم تھے اور انھوں نے علاقے میں رائج بدعات، جیسے تعزیہ داری اور مروجہ میلاد وغیرہ کا رد کتاب وسنت کے دلائل کی بنیاد پر کیا۔ ان کا انداز سخت گیر نہیں، بلکہ ہمدردانہ اور ناصحانہ تھا، کیونکہ ان کا مقصد لوگوں کو دین کی صحیح سمجھ دینا تھا۔ وہ لوگوں پر شرک وکفر کے فتوے نہیں لگاتے تھے، بلکہ حکمت، محبت اور دلیل سے بات سمجھاتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو لاعلمی میں سنت سے دور ہو گئے ہیں، انھیں دلیل سے واپس لانا ہے، اور ایک سچا عالم امت کا خیر خواہ اور فکر مند ہوتا ہے۔

❑ خلاصۂ کلام اور فتنوں سے بچاؤ:

امیر محترم کے خطبے کا اختتام درج ذیل کلیدی نکات پر ہوا کہ:

① دین کا فہم اور اس پر عمل کا نظام علمائے حق سے وابستہ ہے۔

② علماء کا احترام، ان کی قدر اور ان سے رہنمائی حاصل کرنا لازم ہے۔

③ کسی عالم کے دنیا سے چلے جانے پر ان کے مشن کو آگے بڑھانا زندہ قوموں کا شعار ہے۔

④ نجات کا واحد راستہ کتاب وسنت کو فہمِ سلف صالحین کے مطابق مضبوطی سے تھامنا ہے۔

⑤ دین میں ہر قسم کی نئی ایجادات یعنی بدعات وخرافات سے بچنا ضروری ہے۔

⑥ اُمت کی عزت اور سربلندی پُر امن طریقے سے دین پر عمل کرنے میں ہے، نہ کہ احتجاج اور ہنگامہ آرائی میں۔

آخر میں مولانا نے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ بیان کر کے امید دلائی کہ حق کا یہ قافلہ کبھی

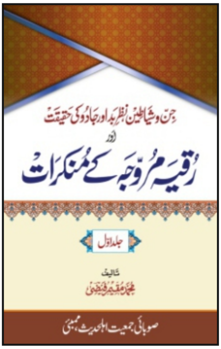
نہیں رکے گا: "لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَذَلِكَ". میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، جو انہیں چھوڑ دے گا وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔ [صحیح مسلم:۱۹۲۰]

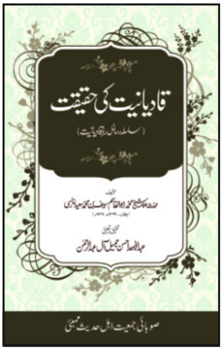
مولانا نے خطبہ جمعہ کا اختتام اُمتِ مسلمہ کے لیے حق پر ثابت قدمی، سنتِ نبوی ﷺ سے محبت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی جامع دعا پر کیا۔ اے اللہ! ہمیں تقویٰ اور سنت پر زندگی دے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرما۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

OOOO

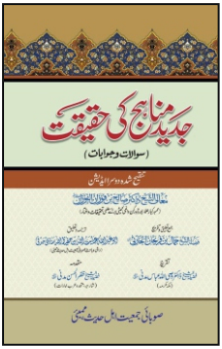
ہماری اہم مطبوعات

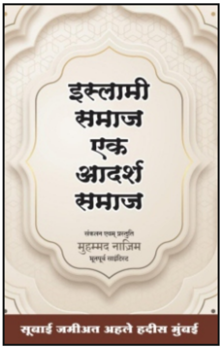


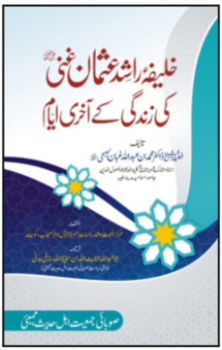
















SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com